سلسلہ : رسائلِ فتاوی رضویہ

جلد: ساتویں

رسالہ نمبر 6

ازھار الانوار ١٣٠٥ھ
من صبا صلٰوۃ الاسرار

(صلوٰۃ الاسرار کی بادِ صبا سے غنچوں کے پھول)

(نمازِ غوثیہ سے متعلق اہم نکات اور اس کے پڑھنے کا طریقہ)

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

ازھار الانوار من صبا صلٰوۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ

(صلٰوۃ الاسرار کی باد صبا سے غنچوں کے پھول)

(نماز غوثیہ سے متعلق اہم نکات اور اس کے پڑھنے کا طریقہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

شکر الك یامن بالتوسل الیه یغفر کثر الذنوب، وحمدا لك یامن بالتوکل علیه یجبر کسر القلوب، اسألك ان تصلی وتسلم وتبارك علی سراج افقك، وملجأ خلقك، وافضل قائم بحقك، المبعوث بیتیسرك ورفقك، رحمة للعٰلمین، و شفیعا للمذنبین، و امانا للخائفین، و یسرًا للبائسین (سخت حاجت مند۱۲)، وبشری للاٰئسین (ناامیداں۱۲)، محمدن النبی الرؤف الرحیم، الجواد الکریم، العلی العلیم، الغنی الحی الحکیم الحلیم، ومصحح الحسنات، مقیل العثرات، قاضی الحاجات،	تیرا شکر ہے اے ایسی ذات جس کی طرف وسیلہ پیش کرنے سے کثیر گناہ معاف ہوتے ہیں اور تیری حمد ہے اے وہ ذات کہ جس پر توکل سے شکستہ دلی ختم ہو جاتی ہے، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ رحمت، سلامتی اور برکتیں نازل فرما اس پر جو تیری کائنات کا چراغ اور تیری مخلوق کا ملجا اور تیرے حق کے لئے قائم لوگوں سے افضل اور تیری سہولت اور مہربانی لے کر مبعوث ہونے والے رحمۃ للعالمین اور شفیع المذنبین اور ڈرنے والوں کے لئے امان اور حاجت مندوں کی سہولت اور ناامید ہونے والوں کے لئے بشارت رؤف، رحیم نبی، کرم والے سخی، بلند مرتبہ، بڑے علم والے، غنی، تابندہ حکمت والے، بردبار، نیکیوں کو بنانے والے، غلطیوں کو مٹانے والے، حاجتوں کو پورا کرنے والے، مرادیں

واهب المرادات، صلی الله تعالٰی علیه وعلٰی اٰله الطاهرين، واصحابه الظاهرين وازواجه الطيبات امهات المؤمنين، واولياء امته الكاملين العارفين، وامناء ملته الراشدين المرشدين، لاسيما علی هذا الفرد الفريد، الغوث المجيد، الغيث المجيد، واهب النعم، سالب النقم، كاسب العدم، صاحب القدم جود الجود وكرم الكرم، ملاذ العرب ومعاذ العجم، مناح العطايا، مناع الرزايا، القطب الربانی، الغوث الصمدانی، سيدنا ومولنا ابی محمد عبدالقادر الحسنی الحسينی الجيلانی، رضی الله تعالٰی عنه و ارضاه، وجعل حرزنا فی الدارين، اٰمين اٰمين، یاارحم الراحمين، واشهدان محمدًا عبده ورسوله بالرحمة ارسله، صلوات الله وسلامه عليه، وعلی كل محبوب ومرضی لديه، امابعد فقدسألنی الفاضل الكامل، جميل الشمائل، جامع الفضائل، والفخر الجسيم، والشرف العظيم، مولانا الشاه محمد ابراهيم القادری المدراسی الحيدراٰبادی، جعله الله من اولی الايادی، وحفظه من شرالعادی، اجازة الصلٰوة الغوثية، المباركة المرضية، المعروف عندنا بصلٰوة الاسرار، المجربة مرارالقضاء الاوطار، ودفع الاشرار، تحسين ظن منه بهذا العبد

بَرلانے والے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ والطاہرین اور حق کوظاہر کرنے والے صحابہ اور اس کی پاک ازواج پر جو مومنین کی مائیں ہیں اور اس کے کامل، عارف اولیاء امت ہدایت یافتہ، رہنما، اس کی امت کے امینوں پر خصوصًا ایسی یکتا، منفرد، غوث بزرگی والے، برکت دینے والی بارش، انعامات دینے والے، محروموں کوبنانے والے، تسلط والے، سخیوں کے سخی، کریموں کے کریم، عرب وعجم کی جائے پناہ، عطیات دینے اور مصیبتوں کودفع کرنے والے، قطب ربانی، خدائی مدد، ہمارے آقاومولٰی ابو محمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی پر رضی اللہ عنہم اور جس کووہ راضی کرے، اور اس کودونوں جہانوں میں ہمارے لئے محفوظ خزانہ بنائے آمین آمین، یاارحم الراحمین، اور میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالٰی وحدہ، لاشریک ہے اور گواہ ہوں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور اس کے خاص رسول ہیں جن کو اس نے رحمت بناکر بھیجاہے اس پراللہ کی رحمتیں اور سلام ہو اور ہراس پرجواس کامحبوب اور پسندیدہ ہو۔ امابعد کامل فاضل، اچھے اخلاق والے، فضائل کے جامع، بڑے فخر، عظیم شرف والے، مولانا شاہ محمد ابراہیم قادری مدراسی حیدرآبادی (اللہ تعالٰی ان کو صاحب قوت بنائے اور ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ فرمائے) نے مجھ سے "صلٰوۃ غوثیہ" مبارکہ پسندیدہ جوکہ ہمارے ہاں "صلٰوۃ الاسرار" کے نام سے معروف ہے کی اجازت طلب کی، یہ صلٰوۃ الاسرار قضائے حاجت اور دفع شر کے لئے بارہا مجرب ہے، انہوں نے مجھ فقیر، حقیر، اپنے نفس پر ظلم

الظلام، الكثير الاثام، الفقير الاذل، الحقير الارذل، عبدالمصطفٰى احمدرضا، المحمدى السنى الحنفى، القادرى البركاتى البريلوى، لطف الله به، وعفا عن ذنبه، واصلح عمله، وحقق امله، مع انى لست هنالک، ولا اهلا لذلک، لکنى اجبته بالانقياد، واجزته بالمراد، رجاء البركة لى وله فى الدنيا والأخرة، ان ربنا تعالٰى هواهل التقوى واهل المغفرة، كما اجازنى بها سيدى ومولاى، وسندى ومأواى، شيخى ومرشدى،وكنزى وذخرى ليومى وغدى، تاج الكاملين،سراج الواصلين، حضرة السيدالشاه اٰل الرسول الاحمدى، المارهرى، رضى الله تعالٰى عنه بالرضى السرمدى، بحق روايته لها واجازته بها عن شيخه الاجل، وعمه الابجل، الامام الاكمل، والكرم الاشمل، والقمر الاجمه، فرد عصره، وقطب دهره، ذى الفيض العظيم، و الفضل المبين، حضرة ابى الفضل شمس الملة و الدين، السيد الشاه اٰل احمد اچھے ميان المارهرى، رضى الله تعالٰى عنه بالرضوان لابدى، عن ابيه العرّيف، النبيه الغطريف، البحر الطمطام، والحبر الصمصام، ذى الفناء والبقاء، والوصول وللقاء، حضرة السيد الشاه حمزة العينى المارهرى عليه الرضوان الدائم العلى القوى، بسنده المسلسل كابرا

کرنے والے، نہایت گنہگار، عبدالمصطفٰی احمد رضا محمدی سنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہوئے یہ سوال کیا (اللہ تعالٰی ان پر مہربانی فرمائے اور ان کو معاف فرمائے اور ان کے اعمال کو درست فرمائے) حالانکہ میں اس قابل نہیں ہوں اور نہ ہی اس کا اہل ہوں لیکن ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کہ دنیاوآخرت میں ہم دونوں کے لئے باعث برکت ہو (تقوٰی اور مغفرت کامالک صرف اللہ تعالٰی ہی ہے) (ان کو میری طرف سے اجازت ہے جیسا کہ مجھے میرے آقا، مولٰی، جائے اعتماد، ماْوٰی، اور میرے شیخ، مرشد، سہارا، خزانہ اور میرے آج اور کل کے لئے ذخیرہ اور کاملین کے تاج، واصلین کے چراغ، حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی، رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے اجازت دی جیسا کہ ان کو روایت اور اجازت ملی، ان کے عظیم شیخ اور ان کے بزرگوار چچا، کامل امام، وسیع کرم، خوبصورت چاند، اپنے زمانہ کے منفرد اور قطب، عظیم فیض اور واضح فضیلت، حضرت ابوالفضل، ملت اور دین کے سورج، سیدشاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی، رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اور ان کو اپنے والد گرامی عارف کامل، مضبوط فہم، بحر بیکراں، پختہ ماہر، صاحب بقاء وفناء، صاحب وصول وحضور، حضرت شاہ حمزہ عینی مارہروی (ان پر اللہ تعالٰی کی دائمی رضا) سے، اسلاف دراسلاف سے ان کی مسلسل، سندسے، جوان کو بلند دربار، مضبوط چوکھٹ، مخلوق کے مرجع، دربار قادریہ (وہاں کے رہنے والوں اور وہاں کے

عن كار، عن الحضرة الرفيعة، والسدة المنيعة، مرجع البرية، الحضرة القادرية، على حضارها وخدامها رضوان القادر، فان اصلها ماثور بطرق عديدة، عن الحضرة المجيدة، كماذكره العلماء منهم الامام ابوالحسن نورالدين على بن جرير عـــه اللخمى الصوفى الشطنوفى فى بهجة الاسرار، و الامام الاجل عبدالله بن الاسعد اليافعى الشافعى، والفاضل على بن سلطان محمد القارى الهروى المكى، والشيخ المحقق شيخ

خدام پر اللہ تعالٰی کی رضاہو) سے حاصل ہوئی کیونکہ "صلٰوۃ الاسرار" کا ثبوت متعدد طرق سے منقول ہے۔ برگزیدہ دربار سے جیسا کہ اس کو بہت سے علماء نے ذکر فرمایا ہے جن میں امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی صوفی شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں، اور امام اجل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی و فاضل علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی اور شیخ محقق علماء ہند کے شیوخ کے شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ

عـــه: يجب ان يعلم انه ليس بابن جهضم الذى تكلم فيه الذهبى على دابه مع الصوفية الكرام فى "الميزان" فانه مقدم على سيدنا الغوث رضى الله تعالٰى عنه بزمان وهذا معاصر الذهبى وبينه وبين سيدنا واسطتان صحب المولى اباصالح قاضى القضاة نصرا صحب اباه سيدى عبدالرزاق صحب اباه سيدنا الغوث الاعظم رضى الله تعالٰى عنهم وقد وصفه الذهبى نفسه فى "طبقات القراء" بالامام الاوحد وكذلك الامام الجلال السيوطى فى "حسن المحاضرة" اما نسبة الذهبى كتاب بهجة الاسرار الى ذلك فان كان له ايضا كتاب اسمه هذا فذاك والاشتباه عظيم واجب التنبيه ۱۲ (م)

یاد رہے کہ یہ ابن جہضم نہیں ہے جن کے اولیاء کرام کے بارے میں خصوصی نظریات پر ذہبی نے اعتراض کیا ہے کیونکہ وہ غوث اعظم سے بہت پہلے کے ہیں یہ امام ذہبی کے معاصر ہے جب کہ ان کے اور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے درمیان دو واسطے ہیں، انہوں نے قاضی القضاء نصر کی انہوں نے اپنے والد محترم نے حضرت عبدالرزاق کی انہوں نے اپنے والد حضرت غوث اعظم کی صحبت پائی جن کو خود امام ذہبی نے طبقات القراء میں ذکر فرمایا اور امام سیوطی نے بھی حسن المحاضرہ میں ذکر کیا، امام ذہبی کے ابن جہضم کی طرف کتاب بہجۃ الاسرار کو منسوب کرنا جب درست ہوگا جب اس نام کی کوئی کتاب ان کی ہو ورنہ یہ نسبت درست نہیں ہے بلکہ ان کو اشتباہ ہوا ہے۔ (ت)

اشیوخ علماء ھند عبدالحق بن سیف الدین المحدث الدھلوی وغیرھم رحمۃ اللہ تعالٰی عیھم اجمعین انہ قال سیدنا ومولٰنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ من توسل بی فی شدۃ فرجت عنہ ومن استغاث بی فی حاجۃ قضیت لہ ومن صلی بعد المغرب رکعتین ثم یصلی ویسلم علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم یخطوا الی جھۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ یذکر فیھا اسمی قضی اللہ تعالٰی حاجتہ[1] ۔**قلت** وفرجت وقضیت تحتملان صیغۃ المجھول لواحدۃ غائبۃ، وصیغۃ المعلوم للواحد المتکلم وعلی ھذہ ترجمۃ الشاہ ابی المعالی رحمہ اللہ تعالٰی فی التحفۃ القادریۃ، وایاما کان فالحاصل واحد، اولھما تحتمل الحقیقۃ الباطنۃ الذاتیۃ ؏۱ والظاھرۃ ؏۲ المستفادۃ،

علیہم اجمعین سے منقول کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ جس نے کسی مصیبت میں میرا وسیلہ دیا تو اس کی مصیبت ختم ہوگی، اور جس نے اپنی حاجت کے لئے مجھ سے مدد مانگی تو اس کی حاجت پوری ہوگی، اور جس نے نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھ کر صلوٰہ وسلام پڑھا اور پھر عراق کی جانب گیارہ قدم میرا نام کہتے ہوئے چلا تو اللہ تعالٰی اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا۔**قلت**"**فرجت**"اور"**قضیت**"دونوں صیغے، واحد غیب مونث مجہول اور واحد متکلم معلوم بن سکتے ہیں، اور شاہ ابوالمعالی نے"تحفہ قادریہ"میں واحد متکلم معلوم کا ترجمہ فرمایا ہے (یعنی میں اس کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کروں گا) بہرحال جو بھی صیغہ ہو ما حصل ایک ہے کیونکہ پہلا صیغہ ہو تو یہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ذاتی باطنی حقیقت کا احتمال ہے جبکہ دوسرا

؏۱ : وھی التی تثبت بالذات من دون عطاء ولاالاستناد الی جعل وھذا مختص بصفات اللہ سبحٰنہ وتعالٰی فحسب ۱۲(م)

؏۲ وھی التی حصلت بالعطاء ولاثبوت لھا الابالجعل وکذا جمیع صفات المخلوق کالعلم والقدرۃ والعطاء والعون حتی الوجود ۱۲(م)

یہ بالذات ثابت ہے عطاء اور جعل کی طرف منسوب نہیں، اور یہ صرف اللہ تعالٰی کی صفات سے مختص ہے اور بس ۱۲۔ (ت)

یہ صرف عطاء سے حاصل ہے اس کا ثبوت اللہ تعالٰی کے عطا فرمانے پر جیسا کہ مخلوق کی تمام صفات ہیں مثلاً انسان کا علم، قدرت، عطاء، امداد حتی کہ مخلوق کا وجود بھی عطائی ہے ۱۲(ت)

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ، وبشراھم مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی مصر ص ۱۰۲

والاخری تتعین للاخیر والمرجع ماذکرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اٰخر بقولہ قضی اللہ تعالٰی حاجتہ ان الی ربك المنتھٰی، **ثم** ان لمشایخنا قدست اسرارھم ورحمنا اللہ تعالٰی بھم فی ھذا الصلٰوۃ طریقتین، صغرٰی، وکبرٰی، والمعمول عندنا الاسھل الاشمل من حیث السوغ لکل احد من دون الاختصاص بالقائمین فی مجالی الشھود الھائمین فی فیافی الوجود ھی الطریقۃ الانیقۃ الصغری، **صفتھا** بحیث یکون کالشرح للفظ الکریم ویتضمن مختارات ھذا العبد الاثیم، ان **من** عرضت لہ حاجۃ دینیۃ اودنیویۃ **صلی بعد** صلٰوۃ المغرب بسنتھا رکعتین من غیرفریضۃ ناویا صلٰوۃ الاسرار تقربا الی اللہ تعالٰی و ھدیۃ لروح سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ، وان جددلھما الوضوء فھو اضوء، و قد عھدنا ذلك من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی صلٰوۃ الحاجۃ، والا فھو بسبیل من الرخصۃ فان توضأ فلیحسن وضوءہ ھکذا امر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذلك المکفوف بصرہ واحب الی ان یقدم [ع] صدقۃ فانھا اسرع فی	صیغہ، ظاہری حاصل کردہ حقیقت کا معین احتمال ہے لیکن وہ ہے جس کو خود حضور غوث اعظم نے بعد میں یوں ذکرفرمایا ہے کہ "اللہ تعالٰی اس کی حاجت پوری کرے گا کیونکہ تیرے رب کی طرف ہر چیز کی انتہی ہے"۔ پھر ہمارے مشائخ (رحمہم اللہ تعالٰی اور ان کے سبب ہم پر رحم فرمائے) نے اس نماز کے بارے میں دو طریقے بتائے ہیں، ایک مختصر اور دوسرا طویل ہے، اور ہمارے ہاں جو مروّج ہے وہ آسان اور جامع اور ہر ایک کے مناسب ہے یہ مرتبہ شہود پر فائز لوگوں یا مرتبہ وجود میں طالبین کے لئے مخصوص نہیں، یہ بہترین طریقہ اختصار والا ہے، اس کا طریقہ ایسا ہے جو خود لفظ (صلٰوۃ الاسرار) کی شرح جیسا ہے اور اس عاجز بندے کا پسندیدہ ہے کہ جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی، تووہ مغرب کی نماز کے بعد سنتوں کے ساتھ دو رکعت "صلٰوۃ الاسرار" کی نیت سے اللہ تعالٰی کی قربت اور حضور غوث اعظم کی روح کو ہدیہ کے لئے پڑھے، اور اگر اس کے لئے نیا وضو کرے تو یہ نور ہوگا کیونکہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ایک نابینا کو یہ فرمایا تھا، ورنہ نیا وضو ضروری نہیں، مجھے تو یہ پسند ہے کہ صلٰوۃ الاسرار پڑھنے سے پہلے کوئی صدقہ کرے کیونکہ یہ عمل کامیابی جلدی لاتا ہے اور مصیبتوں کے دروازوں کو خوب بند کرتا ہے جبکہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے مناجات کیلئے

[ع] الافضل الاسرار بنص القراٰن وھی	صدقہ میں افضل یہ ہے کہ پوشیدہ دے کیونکہ قرآن کا (باقی برصفحہ آیندہ)

الانجاح واسد لابواب البلاء وقد امر الله تعالٰی من یناجی رسوله ان یقدموا بین یدی نجوٰھم صدقة. فنجوی الله احق مع ان ھٰذہ الصلوٰۃ تشتمل علی نجوی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ایضًا. والوجوب وان نسخ رحمة من الله تعالٰی فلا مریة فی الاستحباب ھذا یقرأ الاخلاص احدی عشرۃ مرۃ فھو احسن حتی اذا سلم حمد الله تعالٰی واثنی علیه بما ھو اھله. والافضل الصیغ عـــه الواردۃ عن النبی صلی الله	پہلے صدقہ دینے کو اللہ تعالٰی نے حکم دیا، تو اللہ تعالٰی سے مناجات میں اور زیادہ بہتر ہے باوجودیکہ اس نماز میں حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے بھی مناجات موجود ہے، اگرچہ اس صدقہ کاوجوب منسوخ ہوچکا ہے جس میں اُمت کی آسانی ہے مگر استحباب کے طور پر جواز میں کوئی شک نہیں ہے، اس نماز میں فاتحہ کے بعد کوئی آسان سورت پڑھے بہتر ہے کہ سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے تو بہت اچھا ہے، نماز سے سلام پھیرنے کے بعد اللہ تعالٰی کی حمد وثنا اس کی شان کے مطابق بجالائے اور اس میں بہتر وہ الفاظ ہیں جو حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تقی مصارع السوء کما فی الحدیث وفضائلھا اکثر من ان تحصی والاحسن ان یتصدق بزوجین بفضل ذلك ورد حدیث وفلسان زوجان وخبزان زوجان ومن لم یجد فودعتان زوجان والودعة خرمھرہ ۱۲(م)

عـــه کقوله اللھم لك الحمد حمد ایوافی نعمك ویکافیئ مزید کرمك وقوله اللھم لك الحمد انت قیم السمٰوٰت والارض ومن فیھن ولك الحمد انت ملك السمٰوٰت والارض ومن فیھن ولك الحمد انت نور السمٰوٰت

یہ حکم ہے، اور یہی برے احتمال سے بچاؤ ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور اس میں بہت زیادہ فضیلت ہے اور بہتر یہ ہے کہ صدقہ میں جو دے، دو کی تعداد دے، دو۲ پیسے، دو۲ روٹیاں، اگر اور کچھ نہ پائے تو کم از کم دو خرمہرے دے ۱۲(ت)

اور جیسے کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے منقول ہے اے اللہ! تیرے لئے ایسی حمد جو تیری نعمتوں کے برابر ہو اور مزید کرم کو کفایت کرے، اور حضور کا ارشاد کہ تیری حمد کہ تو آسمانوں اور زمین کا نگران ہے اور تیری حمد کہ تو آسمانوں اور زمین اور ان میں ہر چیز کا مالک ہے، اور تیری حمد کہ تو زمین اور آسمانوں اور ان میں

(باقی اگلے صفحہ پر)

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ لایقدر احدان یحمد الاحد کحمد احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومن احسنھا اللھم ربنالک الحمد حمد اکثیر اطیبا مبٰرکا فیہ کما تحب ربنا وترضی ملأ السمٰوٰت وملأ الارض وملأ ماشئت من شیئ بعد، ومنھا اللھم لک الحمد حمدا دائما مع دوامک ولک الحمد حمدا خالدا مع خلودک ولک الحمد حمد الا منتھی لہ دون مشیتک ولک الحمد حمدًا دائمًا لایرید قائلہ الارضاک ولک الحمد حمدًا عند کل طرفۃ عین وتنفس کل نفس،	بطور حمد وثنا پڑھے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام سے بڑھ کر بہتر حمد اور اچھی ثنا کوئی نہیں کرسکتا، حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی بیان کردہ بہترین محامد میں ایک یہ ہے: اے اللہ! ہمارے رب! تیرے لئے کثیر، طیب، مبارک حمد جیسے تجھے پسند ہے اور تو راضی ہے، زمینیں اور آسمان اور ہر وہ چیز بھر کر جس کو تو چاہے اور ان میں سے ایک اور یہ ہے: اے اللہ! تیرے لئے دائمی حمد جیسا کہ تیرا دوام ہے اور تیری حمد جو باقی رہنے والی ہو تیری بقاء کے ساتھ، تیری ایسی حمد جو تیری مشیت کے بغیر ختم نہ ہو اور ایسی دائمی حمد جس کو بیان کرنے والا صرف رضا کا طالب ہو، اور تیرے لئے ایسی حمد جو آنکھ کی ہر پلک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والارض ومن فیھن وملک الحمد وقولہ اللھم لک الحمد فی بلائک وصنیعک الی خلقک ولک الحمد فی بلائک وصنیعک الی اھل بیوتنا ولک الحمد فی بلائک وصنیعک الی انفسنا خاصۃ ولک الحمد بما ھدیتنا ولک الحمد بما اکرمتنا ولک الحمد بما سترتنا ولک الحمد بالقراٰن ولک الحمد بالاھل والمال ولک الحمد بالمعافاۃ ولک الحمد حتی ترضی ولک الحمد اذا رضیت یااھل التقوی واھل المغفرۃ الی غیر ذلک من صیغ کثیرۃ ۱۲ منہ (م)

ہر چیز کا نور ہے اور مالک حمد ہے۔ اور آپ کا یہ قول: اے اللہ! تیری مخلوق کے لئے تیرے امتحان اور تیرے حکمت والے عمل پر تیری حمد۔ ہمارے گھر والوں کے لئے امتحان اور تیری کارسازی پر حمد۔ اور خاص ہماری جانوں میں تیرے امتحان وکارسازی پر حمد۔ ہمیں مستور کرنے پر تیری حمد، قرآن سے تیری حمد اہل ومال دینے پر، عافیت دینے پر تیری حمد، حتی کہ تو راضی ہوجائے، تیرے لئے حمد ہے جب تو راضی ہو، اے تقوی اور مغفرت والو۔ اور ان جیسے دیگر الفاظ کثیرہ سے حمد پڑھے ۱۲ منہ (ت)

ومنها اللهم لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطنك ومنها اللهم لك الحمد شكرًا ولك المن فضلا، ومنها اللهم لك الحمد كما تقول وخيرا مما نقول الى غير ذلك مما وردت به الاحاديث فليجمعها اوليكتف ببعضها، ويعجبني ان يختمها بقوله اللهم لااحصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك فانه من اجمع حمد واوسع ثناء عليه سبحنه وتعالٰى ومن لم يحسن من ذلك شيأً فليقل الحمد لله ثلثا اوليقرء الفاتحة اواٰية الكرسي بنية الثناء فلايجدن ثناء افضل منها. **ثم يصلي ويسلم على النبي** صلى الله تعالٰى عليه وسلم احدى عشرة مرة اذلايستجاب دعاء الابالصلٰوة عليه صلى الله تعالٰى عليه وسلم وامر بالسلام احرازاللفضلين واحترازا عن الخلاف فان من العلماء من كره الافراد ثم العبد يختار ههنا الصلٰوة الغوثية المروية عن سيدنا الغوث الاعظم رضي الله تعالٰى عنه، وهي اللهم صل على (سيدنا عــه ومولٰنا) محمد

اور ہر سانس کے وقت ہو، اور ایک اور یہ ہے: اے اللہ! تیرے لئے تیری ذات کے جلال اور تیری عظیم سلطنت کے شایان شایان حمد ہو، اور ایک یہ ہے: اے اللہ! شکر بجالانے کے لئے تیری حمد اور تیرا احسان وفضل ہے اور ایک یہ ہے اے تیرے لئے وہ حمد جو تونے فرمائی اور وہ بہتر جو ہم کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر جو احادیث میں مروی ہیں سب کو یا بعض کو پڑھے۔ اور مجھے تو پسند ہے کہ آخر میں یہ حمد پڑھے: اے اللہ! میں تیری ثناء کو بجانہیں لاسکتا جس طرح تونے خود اپنی ثنائی فرمائی ہے کیونکہ یہ حمد بہت جامع اور وسیع ہے۔ اور اگر کسی مذکورہ محامد میں سے کوئی حمد یاد نہ ہو تو تین بار الحمدللہ پڑھ لے یا سورہ فاتحہ یا آیۃ الکرسی حمد وثنا کی نیت سے پڑھے، ان سے بہتر ثناء نہ پاؤگے، اور پھر آخر میں نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود وسلام گیارہ مرتبہ پڑھے کیونکہ درود شریف کے بغیر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی اور سلام کا بھی حکم ہے تاکہ دونوں کی فضیلت ہو جائے۔ اور بعض علماء نے دونوں میں سے ایک پر اکتفاء مکروہ قرار دیا ہے اس لئے دونوں کو ملاکر پڑھنے سے اس خلاف سے بچے گا۔ پھر مجھ بندہ کو یہاں درود غوثیہ جو آپ سے مروی ہے

عــه اعلم ان لفظه سيدنا ومولانا من زيادات للفقير على مابلغنا عن مشايخنا وقدزاد امير المؤمنين عمروابنه عبدالله

سیدنا ومولانا کا لفظ اس فقیر نے بڑھایا ہے، یہ لفظ ہمارے مشائخ کا نہیں، یہ اضافہ جائز ہے جیسا کہ امیر المومنین عمر فاروق اور ان کے صاحبزادے عبداللہ (باقی برصفحہ آیندہ)

معدن الجود والکرم واٰله وسلم والعبد یقولها هکذا اللهم صل علی سیدنا ومولٰنا محمد معدن الجود والکرم واٰله الکرام وابنه الکریم وامته الکریمة یااکرم الاکرمین وبارك وسلم ثم لیتوجه بقلبه الی المدینة الطیبة ولیقل احدی عشرة مرة یارسول الله یانبی الله اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی یاقاضی الحاجات۔ **ثم یخطو الٰی جهت العراق** وهو من بلادنا بین الشمال والمغرب افاده سیدی حمزة رضی الله تعالٰی عنه وهی ایضا جهة المدینة المنورة وکربلاء والعبد الضعیف قداستخرج جهة حضرة بغداد من بلدتنا بریلی بالمؤامرة البرهانیة علی ان عرضها لحصه ك عــہ۱ وطولها مد عــہ۲ لح وعرض بریلی	پسندیدہ ہے اور وہ یہ ہے: اے اللہ! ہمارے آقا و مولٰی محمد جود وکرم کی کان پر رحمت نازل فرما اور آپ کی آل پر، اور سلامتی نازل فرما۔ جس کو یہ بندہ یوں پڑھتا ہے: اے اللہ! ہمارے آقا و مولٰی محمد جود وکرم کی کان پر اور آپ کی برگزیدہ آل اور کریم بیٹے اور برگزیدہ امت پر صلٰوۃ وسلام فرما، اے برگزیدوں کے برگزیدہ، اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف دلی توجہ کرکے گیارہ مرتبہ یوں پڑھے: یارسول اللہ یانبی اللہ! میری مدد کرو، اور اے حاجات پوری کرنے والے! میری حاجت کے پورا ہونے میں مدد فرماؤ۔ پھر عراق کی طرف قدم بڑھائے اور ہمارے ہاں عراق شمال مغرب میں ہے یہ میرے آقا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بیان کیا ہے اور یہی مدینہ منورہ اور کربلا معلّٰی کی جہت ہے اور اس عبد ضعیف نے اپنے علاقہ بریلی سے دربار بغداد کی جہت جیومیٹری کی بنیاد پر متعین کی ہے یوں کہ بغداد کا عرض لح ک اور اس کا طول مدلح اور بریلی کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) رضی الله تعالٰی عنهما علی تلبیة رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم واجاز العلماء زیادة السیادة فی الصلٰوة کما فی ردالمحتار فکیف فی غیرها وقصة الترکی فی قرأة دلائل الخیرات معلومة والولایة مثل السیادة ۱۲(م) عــہ۱: ثلاث وثلاثون درجة وثلث ۱۲(م) عــہ۲: اربع واربعون درجة وثمان وعشرون دقیقة ۱۲(م)	رضی اللہ تعالٰی عنہما نے تلبیہ کے الفاظ میں زائد الفاظ شامل کئے، اور ہمارے علماء نے بھی درود شریف میں "سیدنا" کا لفظ بڑھایا جیسا کہ ردمحتار میں ہے تو اس کے غیر میں بھی جائز ہوگا، نیز دلائل الخیرات میں ترکی کا قصہ معلوم ہے جبکہ ولایت بھی سیادت کے معنی میں ہے ۱۲(ت) تینتیس درجے اور ایک ثلث ۱۲(ت) چوالیس درجے اور ۲۸ دقیقے (ت)

الح ص عــہ۱ کا وطولہا عط حہ عــہ۲ عط الرفجاء الانحراف الشمالی اعنی من نقطۃ المغرب الی نقطۃ الشمال لح ص عــہ۳ لح فیستخرج خط الزوال ویقیم علیہ عمود الی المغرب ویدیر علیہما قوسا بجعل راس القائمۃ مرکزا فیجزّیہا اخماسا عــہ۴ ویصل خطابین الراس والخمس الاول ممایلی المغرب فھذا

الخط ھو سمت حضرۃ بغداد اما المدینۃ الکریمۃ فاربع درج اعنی حہ نر من نقطۃ المغرب الی الشمال علی ما استخرجت بعدۃ طرق برھانیۃ احدی **عشرۃ خطوۃ** معتدلۃ معتادۃ فانہ المتبادر من الکلام لا مایفعلہ بعض العوام من انھم لایرفعون قدما ولایخطون خطوۃ وانما یتقدمون کل مرۃ نحو ثلاث اصابع اواربع فلیس ھذا من الخطوۃ فی شیئ وانما امرنا بالخطا فالعدول عنہا بدون ضرورۃ

عرض الح صہ اور اس کا طول عط الر ہے۔اس سے شمالی انحراف یعنی نقطہ مغرب سے نقطہ شمال کی طرف لحصہ لح حاصل ہوا، اب خط زوال نکال کہ راس پر قائمہ کی صورت میں عمود، مغرب کی طرف کھینچاجائے اور خط زوال اور عمود پر قوس اس طرح بنایاجائے کہ راس القائمہ کو مرکز قرار دیاجائے اور قوس کے پانچ جز بنائے جائیں ا اور راس القائمہ اور مغرب کی طرف سے پہلے خمس کو خط کے ذریعے ملایاجائے تو یہ خط دربار بغداد کی جہت ہو گی۔ لیکن مدینہ منورہ نقطہ مغرب سے شمال کی جانب چار درجے ہے

جیسا کہ میں نے جامیٹری کے متعدد طریقوں سے معلوم کیاہے بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم عادت کے مطابق درمیانے قدم چلے کیونکہ کلام سے یہی سمجھاجارہاہے اور بعض عوام کی طرح نہ کرے کہ وہ قدم چلنے کی بجائے ہر مرتبہ صرف تین یاچار انگشت آگے بڑھتے ہیں حالانکہ یہ قدم کافاصلہ نہیں کہلاتا، جبکہ ہمیں گیارہ قدم کے بارے میں حکم ہے اس لئے بغیر ضرورت اور بلاعذر اس حکم سے عدول نہیں کرناچاہئے، اور یہ عدول غلط ہے۔ ہاں اگر

عــہ۱:ثمان وعشرون درجۃ واحدی وعشرون دقیقۃ ۱۲(م)

عــہ۲ تسع وسبعون درجۃ وسبع وعشرون دقیقۃ من قرنیص مرصد لندن ۱۲(م)

عــہ۳ ثمانی عشرۃ درجۃ ومثلھا الدقائق ۱۲(م)

عــہ۴ اقتصر علی التخمیس لعدم الحاجۃ الی تدقیق الدقائق مع فیہ من الدقۃ ۱۲(م)

۲۸درجے اور ۲۱دقیقے ۱۲(ت)

۷۹درجے اور ۲۷دقیقے، لندن کی قرنیص رصدگاہ سے ۱۲(ت)

۱۸درجے اور ۱۸دقیقے ۱۲(ت)

پانچ حصوں کوبیان کیاہے کیونکہ دقیقے بنانے میں دقّت ہے ۱۲(ت)

عين الخطأنعم ان كان فى مضيق لايجد مساغا للخطوات المعهودة ولاالخروج الى مندوحة فليأت بما استطاع واشد شناعة من هذا مارأيت بعضهم من انه يصلى ركعتين حتى اذا كان فى اٰخر قرأة الاخرى انحرف الى العراق فتخطى، ثم عاد الى مكانه فتوجه نحوالقبلة واتم الصلٰوة ولايدرى المسكين ان هذا مع مخالفته للوارد عـــه۱ مفسد عـــه۲ لصلٰوته وابطال العمل حرام ثم النفل يجب بالشروع فيلزمه القضاء وهو لايريده ولايدرى به فيأثم مرتين عـــه۳، ولمثل هذا ورد عـــه۴ فى الحديث "المتعبد بغير فقه كالحمار	عذر ہو مثلاً جگہ تنگ ہو اور پورا قدم چلنے کی گنجائش نہ ہو اور کھلی جگہ نہ ملے تو پھر حسب گنجائش قدم کا فاصلہ بنائے، اور اس سے بڑھ کر قابل اعتراض وہ صورت ہے جو میں نے بعض جہال کو کرتے دیکھا کہ وہ دو رکعت پڑھتے ہوئے دوسری رکعت کی قرات کے آخر میں نماز میں ہی عراق کی طرف منہ پھیر کر چلتے ہیں اور گیارہ قدموں کے بعد پھر واپس پہلی جگہ پر لوٹ کر قبلہ رو ہوجاتے ہیں اور پھر نماز کو مکمل کرتے ہیں، ان غریبوں کو یہ معلوم نہیں کہ یہ طریقہ مرویہ کے خلاف بھی ہے اور اس سے نماز بھی فاسد ہوجاتی ہے، حالانکہ عبادت کو شروع کرکے توڑنا حرام ہے۔ چونکہ نفل ہیں اور نفل شروع کرنے سے لازم ہوجاتے ہیں اس لئے ان پر دو رکعتوں کی قضالازم ہے، جبکہ اسے مسئلہ معلوم ہی نہیں تو قضا کیا کرے گا لہٰذا اس کو دوہرا گناہ ہے۔ ایسے ہی شخص کے بارے میں حدیث شریف

عـــه۱: فى صفة هذه الصلٰوة عن سيدنا الغوث الاعظم رضى الله تعالٰى عنه كما سمعت(م)	اس نماز کو غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بیان کردہ طریقہ میں جیسا کہ میں نے سنا ہے ۱۲(ت)
عـــه۲: لان المشى عمل كثير (م)	کیونکہ چلنا، کثیر عمل ہے ۱۲(ت)
عـــه۳ اثم الابطال حاضر الوقت واثم ترك القضاء يظهر عندالموت، والعياذ بالله تعالٰى (م)	ایک جاری عبادت کو توڑنا وقتی گناہ اور دوسرا گناہ قضا کا ترک جو موت کے وقت ظاہر ہوگا العیاذ باللہ تعالٰی ۱۲(ت)
عـــه۴: اخرجه ابونعيم فى الحلية عن واثلة بن الاسقع رضى الله تعالٰى عنه، ومثله قول على كرم الله وجهه قصم ظهرى اثنان جاهل متنسك وعالم متهتك نسأل الله العفو والعافية ۱۲(م)	اس کی تخریج امام ابونعیم نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنی کتاب حلیہ میں کی ہے، اور ایسا ہی ایک قول حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی ہے کہ دو چیزوں نے میری کمر توڑ دی ہے ایک جاہل عامل نے اور دوسرے متشدّد عالم نے۔ ہم اللہ تعالٰی سے معافی اور عافیت کے خواستگار ہیں ۱۲(ت)

فی الطاحونۃ (آسیا)[2] "واکبراثما منه شیخه الذی علمه هذا ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰه العلی العظیم هذا ولیکن عند التخطی علی هیأۃ الهیبۃ والخضوع والادب والخشوع، وانا احب ان یتخیل کانه حاضر فی بغداد ومرقدہ رضی اللّٰه تعالٰی عنه بین عینیه وھو راقد فیه مستقبل القبلۃ الکریمۃ والعبد یتعمد کرمه فیرید ان یتقدم الیه اذ یعتریه الحیاء من قبل المعاصی فیقف حیران کانه یستأذن ویستشفع الیه رضی اللّٰه تعالٰی عنه بسعۃ جودہ وببشری مقالته "ان عــہ لم یکن مریدی جیدا فانا جید"[3]، "فبیناھو	میں آیا ہے کہ بغیر علم عبادت کرنے والا اس گدھے کی طرح ہے جو آٹے کی چکی میں جتا ہو، ایسا عمل کرنے والے سے بڑھ کر اس کا وہ شیخ مجرم ہے جس نے اسے یہ طریقہ بتایا ہے، لاحول ولاقوۃ الا باللّٰه العلی العظیم، اور قدم چلتے وقت خشوع، خضوع اور ادب وہیبت کی کیفیت ہونی چاہئے، اور مجھے یوں پسند ہے کہ اس وقت یوں خیال کرے کہ وہ بغداد شریف میں آپ کی مرقد شریف کے سامنے حاضر ہے اور اسے دیکھ رہا ہے، اور یہ خیال کرے کہ حضور غوث اعظم اپنی قبر انور میں قبلہ رو سوئے ہوئے ہیں اور قدم چلنے والا بندہ آپ کے کرم پر اعتماد کرتے ہوئے آگے بڑھنے کا ارادہ کئے ہوئے ہے مگر اپنے گناہوں کے پیش نظر آگے جانے میں حیا کرتے ہوئے حیران کھڑا ہو جاتا ہے اور گویا اب آپ سے بڑھنے کی اجازت طلب کرتا ہے اور آپ سے شفاعت طلب کررہا ہے کیونکہ آپ کا جود وسخا وسیع ہے اور آپ کی یہ بات بشارت ہے کہ "اگر میرا مرید خوب نہیں میں تو خوب تر ہوں۔" قدم

عــــہ: اخرج الامام الشنطوفی روح اللّٰه تعالٰی روحه فی بهجۃ الاسرار عن الشیخ القدوۃ ابی الحسن علی القرشی قال قال سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلی رضی اللّٰه تعالٰی عنه اعطیت

امام شنطوفی نے بہجۃ الاسرار میں شیخ امام ابوالحسن علی قرشی سے تخریج فرمائی ہے کہ میرے آقا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰه تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ مدِّبصر تک دراز ایک دفتر مجھے عطا کیا گیا جس میں میرے (باقی برصفحہ آیندہ)

[2] حلیۃ الاولیاء عنوان ۳۱۸ خالد بن معدان عن واثلۃ بن الاسقع مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ۲۱۹/۵

[3] بہجۃ الاسرار ومعدن الانوار ذکر فضل اصحابہ وبشراھم مطبوعہ البابی مصر ص۱۰۰

كذلك وهو رضى الله تعالٰى عنه ينظر اليه و يعلم فقره وحيائه اذ يجيئ الكرم العميم فيشفع للعبد الاثيم فكانه رضى الله تعالٰى عنه يقول "اذنت لهذا الفقر المضطر ان يخطو الى تلك الخطوات، و **يذكر فيها اسمى** ولايخشى المعاصى عندى فانى انا ضمينه وكفيل مهماته فى الدنيا والاٰخرة" فينشط العبد ويتقدم على اقدام الوجد قائلا على كل خطوة ياغوث الثقلين ويا كريم الطرفين فانه رضى الله تعالٰى عنه حسنى الاب حسينى الام اغثنى وامددنى فى قضاء حاجتى ياقاضى الحاجات	بڑھانے والے کی اس کیفیت کو آپ دیکھ رہے ہیں اور اس کے فقر وحیا کو جان کر آپ وسیع کرفرمائیں گے اور اس بندے گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے، اور گویا یہ فرمائیں گے کہ میں اس فقیر تنگدست کو اپنی طرف قدم بڑھانے کی اجازت دیتاہوں، یہ چلتے ہوئے میرا نام ذکر کرے اور میرے پاس آکر اپنے گناہوں کا فکر نہ کرے کیونکہ میں دنیاوآخرت میں اس کی مشکلات کا کفیل اور ضامن ہوں، توبندہ یہ سن کر خوشی کااظہار کرتے ہوئے آگے بڑھتاہے اور ہر قدم پر وجدانی کیفیت میں یاغوث الثقلین، یاکریم الطرفین، پکارتا ہے (کریم الطرفین اس لئے کہ آپ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہیں) اور کہتاہے میری حاجت براری میں میری مدد کروائے حاجات کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

سجّلا مدالبصر فيه اسماء اصحابى ومريدى الى يوم القٰيمة وقيل لى قدوهبوالك وسألت مالكا خازن النار هل عندك من اصحابى احدا فقال لا وعزة ربى و جلاله ان يدى على مريدى كالسماء على الارض ان لم يكن مريدى جيدا فانا جيد وعزة ربى و جلاله لابرحت قدماى من بين يدى ربى حتى ينطلق بى وبكم الى الجنة [4] اھ والحمدلله رب العٰلمين الكرم عميم والرجاء عظيم ۱۲منه (م)

ساتھیوں اور مریدین کے نام ہیں جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے مجھے کہاگیا یہ آپ کی ملکیت ہے، اور میں نے جہنم کے خازن فرشتے سے پوچھاکہ کیا تیرے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایاکہ مجھے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم کہ تمام مریدین پر میرا ہاتھ ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان سایہ فگن ہے۔اور فرمایا: اگر میرا مرید خوب نہیں تومیں خوب ترہوں، اور رب ذوالجلال کی عزت کی قسم میں اس وقت اللہ تعالٰی کے دربار سے حرکت نہ کروں گا جب تک مجھے اور تم سب کوجنت کا پیغام نہ مل جائے گا، الحمد للہ رب العٰلمین الکریم ۱۲منہ (ت)

[4] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراہم مصطفی البابی مصر ص ۱۰۰

ثم لیدع الله سبحٰنه وتعالٰی متوسلا الیه بجاه سید المرسلین صلی الله تعالٰی علیه وسلم ثم بجاه ابنه هذا السید الکریم غوثنا الاعظم رضی الله تعالٰی عنه، ولیراع اٰداب الدعاء المذکورة فی کلمات العلماء کالحصن الحصین وغیره ومن احسن من فضلها وجمع شتاتها مقدام المحققین امام المدققین العالم الربانی سیدی ووالدی(عه)قدس سره الزکی فی کتابه الشریف"احسن الوعالاٰداب الدعاء"وقد لخصها تلخیصا حسنا

پورا کرنے والے، اس کے بعد اللہ تعالٰی سے حضور علیہ السلام اور ان کے صاحبزادے (غوث اعظم) کے وسیلے سے دعا کرے، مذکورہ دعا میں ان آداب کا خیال رکھے جو علماء کرام نے ذکر فرمائے جیسا کہ "حصن حصین"وغیرہ کتب میں مذکور ہے۔ مختلف دعاؤں کو جمع کرنے اور فضیلت بیان کرنے والوں میں میرے والد گرامی نے اپنی کتاب"احسن الوعاء لآداب الدعا"میں بہترین دعاؤں کو ذکر فرمایا ہے اور پھر ان کا خلاصہ محققین کے امام مدققین کے پیشوا، عالم ربانی، میرے آقا والد گرامی قدر قدس سرہ نے اپنی بہترین کتاب

عـــہ: هو البحرالزاخر، البدرالباهر،النجم الزاهر، حامی السنن، ماحی الفتن، العالم العامل، الفاضل کامل، الحاج الزائر، الجامع المفاخر مولٰنا المولوی محمد نقی علی خان المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی اجل خلفاء حضرة شیخنا ومرشدنا بحر الرحمة مولی النعمة حضرة السید الشاه آل الرسول الاحمدی مارهری قدس الله تعالٰی سرهما وافاض علینا برّهما، ولدرحمه الله تعالٰی ستهل رجب۱۲۴۶ھ ونشأفی حجر العلم و العرفان تفقه علی ابیه الفاضل الاجل العارف الاکمل مولٰنا المولوی محمد رضا علی خاں قدس سره وصنّف تصانیف

یہ گہرا سمندر، روشن چاند، چمکنے والا ستارہ، سنت کی حمایت والا اور فتنوں کو مٹانے والا، عالم باعمل، کامل فاضل الحاج اور مدینہ منورہ کی زیارت والا، فخر کا جامع، مولانا مولوی محمد نقی علی خان محمدی، سنی، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی، خلیفہ اجل حضرت ہمارے شیخ، مرشد، رحمت کے دریا، نعمت کے مالک، حضرت شاہ آل رسول احمدی مارہروی (قدس اللہ سرہما) اللہ تعالٰی ان کی بھلائی کا ہم پر فیضان فرمائے، آپ کی پیدائش ابتدائے رجب ۱۲۴۶ھ میں ہوئی، انہوں نے علمی اور عرفانی ماحول میں پرورش پائی اور اپنے والد فاضل اجل، عارف اکمل، مولانا مولوی محمد رضا علی خاں قدس سرہ سے علم حاصل کیا، اور ۲۵ کے قریب تصنیفاتِ جلیلہ تصنیف فرمائیں، اور ان کتب میں سے یہ کتاب "جواہر البیان" (باقی بر صفحہ آیندہ)

فی باب الحج من کتابہ"المستطاب جواھر البیان فی اسرار الارکان"ولیبدأ بیاارحم الراحمین ثلثا فان من قالہ ناداہ ملك موکل بہ ان ارحم الراحمین قد اقبل علیك وبیا بدیع السمٰوٰت والارض یاذالجلال والاکرام فانہ اسم اللہ الاعظم علٰی قول،وکذا تسبیح سیدنا ذی النون علی نبینا الکریم وعلیہ الصلٰوۃ والتسلیم ولیختمہ بأمین عف ثلثا فانہ خاتم الدعاء ومماخص اللہ تعالٰی بہ ھذہ الامۃ المرحومۃ وبالصلٰوۃ عف والسلام علٰی خاتم النبیّین والحمدللہ عف رب العٰلمین لیکون البدء وختم کلامھا بالصلٰوۃ علی واھب الصلٰوۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم. فان الدعاء طائروالصلٰوۃ جناحہ فبذلك یتم الجناحان ولان الصلٰوۃ علیہ علیہ الصلٰوۃو	"جواہر البیان فی اسرار الارکان"کے باب الحج میں بیان فرمایا اور دعا کی ابتداء میں"یاارحم الراحمین"تین مرتبہ کہے، کیونکہ جو شخص یہ کہتا ہے تواس کو فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ بیشک ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہے اور"یابدیع السمٰوٰت والارض یاذالجلال والاکرام"بھی ابتداء میں پڑھے کیونکہ ایک قول کے مطابق یہ"اسم اعظم"ہے، ایسے ہی حضرت سیدنا ذی النون علیہ السلام کی تسبیحات باری تعالٰی کو ابتداء میں پڑھے اور دعا کے آخر میں تین مرتبہ آمین کہے کیونکہ یہ دعا کی مہر ہے اور یہ خاص اس امت مرحومہ کو عطیہ ہے، اور دعا کے بعد حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام پر درودوسلام، اور"الحمدللہ رب العٰلمین"پڑھے تاکہ دعا کی ابتدا اور اس کاخاتمہ، نمازیں عطا کرنے والے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے درود شریف پر ہوجائے، یہ اس لئے کہ دعاایک پرندہ ہے اور درود شریف اس کے پر ہیں، اور اس لئے بھی کہ درود شریف مقبول ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

جلیلۃ تاقت خمسۃ وعشرین من اجلھا ھذا الکتاب" جواھرالبیان"الذی لم یرمثلہ فی بابہ والتفسیر الکبیرۃ لسورۃ الانشراح وسرور القلوب فی ذکر المحبوب واصول الرشاد لقمع مبانی الفساد واذاقۃ الاثام لما نعی عمل المولد والقیام وغیرذلك توفی سلخ ذی القعدۃ ۱۲۹۷ھ رحمہ اللہ تعالٰی رحمۃ واسعۃ (م)

بے مثل ہے، اور ایک سورہ الم نشرح کی تفسیر فرمائی ہے، اور ایک سرورالقلوب فی ذکرالمحبوب، اور ایک اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد، اور اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام وغیر ذلک ہیں، اور آپ کی وفات آخر ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ میں ہوئی، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ(ت)

السلام مقبولة لاشك فاذا استجیب الطرفان فالله تعالٰی اکرم من ان یدع مابینهما ولیکن الدعاء وترا فان الله وتر یحب الوتر ولیصل بعد کل مرة علی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فانه لم یر شیئ اجلب للاستجابة من الصلٰوة والسلام علی هذا النبی الکریم علیه وعلٰی اٰله افضل الصلٰوة والتسلیم ولیجتهد ان تخرج دمعة فانها علم الاجابة فان لم یبك فلیتباك فمن تشبّه بقوم فهو منهم ثم المختار عندی ان یبقی حین الدعاء ایضا کما هو مستقبل الجهة العراقیة فانها کما اسمعناك جهة الشفعاء الکرام ولاعلیه ان لاینحرف الی القبلة وقد عـــہ سأل ابوجعفر المنصور ثانی الخلفاء العباسیة

توجب دعاء کے ابتداء وانتہاء میں درود ہوگا تواللہ تعالٰی کے کرم سے بعید ہے کہ وہ درمیان میں دعا کو قبول نہ فرمائے، اور دعا میں وتر کالحاظ ہوناچاہئے کیونکہ اللہ تعالٰی وتر ہے اور وتر کو پسندفرماتاہے، اورہربار درودشریف پڑھے کیونکہ درودشریف سے بڑھ کر کوئی چیز مقبولیت کوحاصل کرنے والی نہیں ہے صلی اللہ تعالٰی علی النبی الکریم وآلہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم، اور کوشش کرے کہ دعامیں آنسو نکلیں کیونکہ یہ بھی قبولیت کی علامت ہے، اگررونانہ آئے تورونے والی صورت بنائے کیونکہ جوکسی کی مشابہت اختیار کرتاہے وہ بھی انہی میں شمار ہوتاہے پھرمجھے یہ پسند ہے کہ دعاء کے وقت بھی عراق کی طرف متوجہ رہے کیونکہ یہ جہت شفاعت والوں کی ہے جیساکہ ہم پہلے بیان کرچکے ہیں، لہٰذااس دعامیں قبلہ کی طرف متوجہ نہ رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ابوجعفر منصور خلیفہ ثانی خاندانِ عباسیہ نے

عـــہ قال الفقیر احمد رضا غفر الله تعالٰی له ابنأنا سراج الحنفیة عبدالرحمٰن بن عبدالله السراج المکی عن مفتی الحنفیة جمال بن عمرالمکی عن المولی عابد السندی المدنی عن الشیخ صالح الفلانی عن محمد بن سنة عن الشریف محمد بن عبدالله عن محمد بن ارکماش عن الحافظ ابن حجر العسقلانی عن ابی اسحٰق القنوجی عن ابی المواهب ربیع

فقیراحمد رضا غفرلہ کہتاہے کہ مجھے خبردی حنفیوں کے چراغ عبدالرحمٰن بن عبداللہ سراج مکی نے، انہوں نے حنفیوں کے مفتی جمال بن عمر مکی سے روایت کی، انہوں نے آقا عابدسندی مدنی سے، انہوں نے شیخ صالح فلّانی سے، انہوں نے محمد بن ارکماش سے، انہوں نے حافظ ابن حجر عسقلانی سے، انہوں نے ابواسحٰق قنوجی سے، انہوں نے ابومواہب ربیع بن ابی عامر (بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

عالم المدینة مالك بن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ یاابا عبداللہ استقبل القبلة وادعوام استقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال ولم تصرف وجهك عنه وهو وسیلتك ووسیلة ابیك اٰدم علیہ السلام الی اللہ عزوجل یوم القیٰمة بل استقبله واستشفع به فیشفعك اللہ تعالٰی[5] اھ فمن فعل ذلك موقنا بقبله	ایک دفعہ حضرت امام مالک عالم مدینہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سوال کیاکہ میں قبلہ روہو کر دعاکروں یا حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی طرف متوجہ رہوں، تو امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جواب دیا کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے اپنا چہرہ نہ پھیرے کیونکہ وہ تیرا اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا قیامت کے روز اللہ تعالٰی کے دربار میں وسیلہ ہیں بلکہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بن ابی عامر یحیی بن عبدالرحمٰن بن ربیع انا الحسن بن علی الغافقی اجازنا القاضی عیاض ثنا القاضی ابی عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن الاشعری وابوالقاسم احمد بن بقی الحاکم وغیرواحد فیما اجازونیه قالوا انا ابوعباس احمد بن عمر بن دلهاث نا ابوالحسن علی بن فهرابوبکر محمد بن احمد بن فرج ناابوالحسن عبداللہ بن منتاب نایعقوب بن اسحٰق بن ابی اسرائیل ناابن حمید قال ناظر ابوجعفر امیر المؤمنین مالکا فذکر الحدیث، وفیه و قال یااباعبداللہ ما استقبل، الحدیث منه یحفظه اللہ تعالٰی ابدا۔(م)

یحیٰی بن عبدالرحمٰن بن ربیع سے، انہوں نے کہاکہ مجھے حسن بن علی غافقی نے خبردی، انہوں نے کہاکہ مجھے قاضی عیاض نے اجازت دی، انہوں نے کہاکہ مجھے حدیث بیان کی قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن اشعری اور ابوالقاسم احمد بن بقے حاکم وغیرہم نے مجھے اجازت دی اور انہوں نے فرمایاکہ ہمیں بیان کیا ابوعباس احمد بن عمر بن دلہاث نے، انہوں نے کہاکہ مجھے بیان کیا ابوالحسن علی بن فہر ابوبکر محمد بن احمد بن فرج نے، انہوں نے کہا مجھے بیان کیا ابوالحسن عبداللہ بن منتاب نے، انہوں نے کہا مجھے بیان کیا یعقوب بن اسحٰق بن ابی اسرائیل نے، انہوں نے کہا مجھے بیان کیا ابن حمید نے اور کہاکہ ابوجعفر امیر المومنین نے امام مالک سے بحث کی اور پوری حدیث بیان کی اور اس میں ہے کہ ابوجعفر نے کہا اے ابوعبداللہ (مالک) ! میں کس طرف منہ کروں، الحدیث ۱۲منہ اللہ تعالٰی اس کی حفاظت فرمائے۔(ت)

[5] کتاب الشفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ مطبعۃ شرکۃ صحافیۃ بلاد عثمانیہ ۲/ ۳۵، نسیم الریاض شرح شفاء فصل واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ دارالفکر بیروت ۳/ ۳۹۸

غیر مستعجل من ربه یقول[بیان للاستعجال] دعوت فلم یجب لی **قضی الله تعالٰی حاجته** مالم یدع باثم اوقطیعة رحم. فهذه صفتها واللفظ الکریم مکتوب فیها بالحمرة، وما علیه خط احمر فهو الذی بلغنا عن مشایخنا قدست اسرارهم، ومادون ذلك فهو من هذا العبد الاثیم غفر الله تعالٰی له ولیعلمن العارف ان ماذکرته لایرکن الی خلاف لذرة من الکلمات العلیة، ولافیه علیها زیادة اجنبیة، وانما هو تصریح مطوی، اوتوضیح منوی، او تبیین مجمل، اوتعیین افضل، معتمدا فی ذلك علی احادیث کثیرة، اشرت الیها فی جمل یسیرة، یعرفها الماهر کالشمس فی فیئ ، ویمر الغافل کأن لم یکن شیئ، فجاءت بحمدالله عروسا ملیحة، مکشوفة النقاب عن عوارضها الصبیحة، بحلیتها حلیتها، ثم اجتلیتها، فالحمدلله اولا و اٰخرا، وباطنا وظاهرا، **و المأمول** من لطف مولٰنا الشاه محمد ابراهیم، وغیره من اخواننا القادریة سلمهم المولی الکریم،

طرف متوجہ ہو کر ان کو شفیع بنا اللہ تیرے لئے ان کی شفاعت قبول فرمائے گا، جو شخص دلی یقین سے یہ دعا کرے گا اللہ تعالٰی اس کی حاجت کو پورا فرمائے گا، بشرطیکہ عجلت سے کام لیتے ہوئے مایوسی کا اظہار نہ کرے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہ ہوئی۔ یہ دعا قبول ہوگی جبکہ اس میں گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ ہو۔ "صلٰوۃ الاسرار" کا یہ طریقہ ہے (آپ کی طرف لکھی گئی تحریر میں) اصل منقول الفاظ سرخ سیاہی سے لکھے گئے ہیں اور جن الفاظ پر سرخ خط ہے وہ الفاظ ہمیں اپنے مشائخ کرام سے پہنچے ہیں، ان کے علاوہ باقی الفاظ مجھ گنہگار بندے کے زائد کردہ ہیں، اور عارف شخص ضرور جانے کہ میرے ذکر کردہ الفاظ اصل کلمات کے ذرہ بھر خلاف نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کوئی اجنبی زیادتی ہے بلکہ یہ مخفی کی تصریح اور نیت میں مراد کی وضاحت ہے یا پھر مجمل کا بیان یا افضل کی تعیین ہے اور یہ سب کچھ کثیر احادیث سے اخذ کردہ ہے جن کی طرف میں نے مختصر جملوں میں اشارہ کیا ہے جن کو ماہر خوب جانتا ہے جس طرح دھوپ اور سایہ کی معرفت رکھتا ہے اور غافل شخص کوئی توجہ کئے بغیر گزر جائے گا، الحمدللہ، صلٰوۃ الاسرار کا طریقہ، دلکش دلہن جس کے خوبصورت رخسار سے نقاب اٹھایا گیا ہو، کی طرح واضح طور پر حاصل ہوگیا، میں نے اس دلہن کو زیورات سے آراستہ کرکے مزید جلادی ہے، الحمدللہ اولاً وآخراً، باطناً وظاہراً۔ مجھے مولانا شاہ محمد ابراہیم (سائل) کی مہربانی سے توقع اور امید ہے کہ وہ اور دوسرے ہمارے قادری بھائی (اللہ تعالٰی ان کو سلامت رکھے) اس

ان لاینسوا هذا الفقیر فی صالح دعائهم ، غبّ هذه الصلٰوة وفی سائراٰنائهم ، ویسمحوا له بسؤال المغفرة، وکمال العافیة فی الدنیا والاٰخرة، والعبد یدعوله ولهم، والدعاء یغنی عن ذروع [بضمتین قلعها ۱۲] واطم، لاسیما دعوة المسلم لاخیه بظهر الغیب، طهرنا الله جمیعا من کل عیب، ووقانا شرور الجهل والریب، وحشرنا طرّا [ای جمیعا] فی الامة المحمدیة، والجماعة المبارکة السنیة السنة، والزمة الکریمة القادسة القادریة، انه علی مایشاء قدیر، فنعم المولٰی ونعم النصیر۔

لطیفة نظیفة: بامره رضی الله تعالٰی عنه ان یخطوا احدی عشرة خطوة، علم ان لهذا العدد مزیة اختصاص بالحضرة القادریة من زمنه رضی الله تعالٰی عنه ولیس ان القادریین هم اختاروه لکون العرس الشریف فی الحادی عشرولکن لم اکن اعلم سرًا فی ذلك حتی صلیت فی شاهجهان [عــه] اٰباد

صلٰوۃ الاسرار کو پڑھنے کے بعد کسی مرحلہ پر بھی اس فقیر کو اپنی دعاؤں میں نہ بھولیں گے، اور اس کے لئے مہربانی فرماتے ہوئے مغفرت اور دنیا وآخرت میں عافیت کی دعا کریں گے، اور یہ بندہ بھی ان کے لئے دعا گو رہے گا، حقیقت یہ ہے کہ ہتھیاروں اور قلعوں سے دعا مستغنی کردیتی ہے خصوصًا وہ دعا جو پس پشت مسلمان بھائی کے لئے کی جائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالٰی ہم سب کو ہر قسم کے عیب سے پاک فرمائے اور جہالت کے شروشک سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو اُمت محمدیہ میں اٹھائے اور اہل سنت وجماعت کی مبارک اور قیمتی جماعت اور سلسلہ کریمہ قادریہ میں شامل رکھے، اللہ تعالٰی جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے پس وہ اچھا مددگار اور اچھا آقا ہے۔

پاکیزہ لطیفہ: حضور غوث اعظم کے حکم کے مطابق گیارہ قدم چلے اور یہ یقین کرے کہ اس عدد کو خاص مقبولیت دربار قادریہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے حاصل ہے، اور یہ خیال نہ کرے بعد میں قادری سلسلہ والوں نے گیارہویں شریف کی مناسبت سے ایسا کیا ہے، لیکن مجھے خود گیارہ قدموں کا راز معلوم نہ تھا حتی کہ ایک روز میں نے شاہجہاں آباد

عــــه ھی قاعدة دیار الهند المعروفة بدهلی وکان ذلك سنة اثنتین بعدالالف وثلثمأته حین شددت الیها رحلی قاصدا زیارة سیده سلطان المشایخ نظام الحق والدین قدس الله تعالٰی سره المکین ۱۲منه (م)

یہ ہندوستان کا مرکزی مقام (ضلع) ہے جو دہلی کے نام سے معروف ہے اور یہ واقعہ ۱۳۰۲ھ کا ہے جب میں وہاں سیدی سلطان المشائخ نظام الدین قدس سرہ کی حاضری کے ارادہ سے گیا ۱۲منہ (ت)

ذات لیلة صلٰوة الاسرار وانا مقبل علیها بشرا شر عـــہ۱ قلبی ماکانت منی التفاتة الی ذلك اذ لمعت بارقة سر جلیل، فی خاطر کلیل، واللّٰہ اعلم منی جاءت وکیف جاءت ماشعرت بها الا وهی حلیلة ببالی فتأملتها بعد الفراغ من الصلٰوة فاذا هی کما اودو اشتهی، وهی ان فی احد عشر عقدا وواحدة، وهما عـــہ۲ بالحروف یاءوالف والمجموع، یا، ان	میں رات کے وقت صلٰوۃ الاسرار پڑھی اور میں پوری توجہ قلبی سے مصروف تھا اور میرا اس راز کی طرف ذرا بھی التفات نہ تھا کہ میرے دل پر ایک عظیم رازدار تجلی چمکی، خدا کی قسم مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ کب اور کس طرح یہ چمک آئی جبکہ وہ میرے دل میں سرایت کرچکی تھی میں نے نماز سے فارغ ہو کر غور وتامل کیا تو وہ میری مراد اور خواہش میری تمنا کے مطابق تھی، وہ قلبی القاء یہ تھا کہ گیارہ کے عدد میں ایک دہائی اور ایک کاعدد ہے، اور (ابجد کے حساب سے) دس کا حرف "ی" اور

عـــہ ای بجمعی اجزائه ۱۲(م)

یعنی مکمل طور پر ۱۲منہ (ت)

عـــہ اعلم ان مالایوجد له حرف واحد فالمصیر فیه الی الترکیب ویجب القصر علی اقل مایمکن فلایختار الثلاثی ماامکن الثنائی ولاالرباعی ماساغ الثلاثی کمالایختار الثنائی ماوجد حرف واحد ثم الحاجة الی الترکیب انما تقع فیما بین عقد وعقد الی مائة وفی العقود غیرالمأات المحضة ایضًا من مائة الی الف ثم تدوم الی مالا نهایة له وذلك لان العقود والمئات لکل منهما حروف معلومة فالترکیب الثنائی مثلا وان تصور بجمع آحاد الی آحاد کمثل طب وحج وزد وهو فی احد عشر وهواول مایحتاج الی ذلك لکن اختیار بعض منها دون بعض ترجیح بلامرجح

جب کوئی عدد ایک حرف والا نہ ہو تو وہاں ترکیب ضروری ہے اور ترکیب حسب ضرورت ہوگی اگر ترکیب ثنائی کافی ہو ثلاثی کی ضرورت نہیں اور ثلاثی کافی ہو تو رباعی کی ضرورت نہیں ہے، پھر اکائیوں اور دہائیوں میں سو تک ہوگی، اور اسی طرح سو سے اوپر ہزار تک، لیکن خالص دہائیوں اور خالص سو کے لئے ترکیب کی ضرورت نہیں (کیونکہ ان کے لئے ایک ایک حرف ہے مثلاً ترکیب ثنائی تمام اکائیوں کی آپس میں ہوسکتی ہے مثلاً ترکیب ثنائی تمام اکائیوں کی آپس میں ہوسکتی ہے مثلاً طب، حج، زد، گیارہ میں جو کہ پہلا عدد ہے جس میں ترکیب ثنائی کی ضرورت ہے اگرچہ کوئی دو حرف ملائے جاسکتے ہیں مگر ان حروف میں سے یہاں بعض کو لینا اور بعض کو نہ لینا بے مقصد ہے، (باقی بر صفحہ آیندہ)

قدمت العقد و إى ان	ایک کا حرف "الف" ہے اور اگر دہائی کو مقدم کریں تو دونوں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والترکیب الطبعی ان یلتمس العقد۔ فیوضع حرفه ثم حرف مازاد علیه من الآحاد و هکذا فیقدم الالف ثم المئات ثم العشرات ثم الآحاد ویکفی هذا الی الف وتسعة وتسعین فلفظها 'غظصط' فاذا زاد فیدور الامر فالفان 'بغ' وثلثة آلاف 'جغ' ومائة الف 'قغ' والف الف 'غخ' وهکذا الی مالانهایة له یعرف ذلك من یعلم ارقام الهیأة والنجوم ومن منافع هذا الوضع الامن من الالتباس فی غالب الصور فان 'غظصط' المذکور مثلًا ان کتب من دون نقط التعینت الحروف بالوضع الطبعی فالاول لایمکن ان یکون ع مهملة لانه لایتقدم ص ولاالثالث ض معجمة لانها لاتعقب ظ ولاالرابع ظ معجمة لانها لاتعقب ص ولاالرابع ظ معجمة لانها لاتعقب ص وتمام الکلام فی رسالتنا اطیب الاکسیر ۱۲منه(م)

اس لئے طبعی ترکیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا وہ یہ کہ جو دہائی مقصد ہو پہلے اسے پھر اکائی جو مقصود ہو، اگر ہزار ہو تو پہلے ہزار پھر سو اور پھر دہائی اور پھر اکائی کو ترکیب وار ذکر کرکے ترتیب دی جائے گی یہ ترکیب ایک ہزار نو سو ننانوے تک کام دے گی، اس کے لئے حروف میں غظصط سے مرکب ہوگا، اور اس پر ایک زائد ہو تو دو ہزار ہوگا جس کے حروف میں بغ، اور تین ہزار جغ، لاکھ کے لئے قغ، اور دس لاکھ کے لئے غغ، اسی طرح جتنا چاہے آگے جائے، جس کو علم نجوم اور ہیأۃ کی رقموں کی معرفت ہے خوب جانتا ہے۔ اس ترکیب کا ایک فائدہ یہ ہے کہ انسان ہندسوں میں غلطی سے بچ جاتا ہے کیونکہ مثلاً غظصط میں اگر نقطے نہ بھی لکھے جائیں تو مذکورہ حروف اپنی طبعی ترتیب کے لحاظ سے سمجھے جاسکتے ہیں کیونکہ غ کو ع اور ظ کو ط نہیں پڑھ سکتے کیونکہ اس ترکیب میں ظ سے غ مقدم ہوتا ہے اور ع مقدم نہیں ہو سکتا ہے، اسی طرح ص سے ظ مقدم ہے ط مقدم نہیں ہو سکتا، اور آخری دو حروف ص، ط کو ض، ظ نہیں پڑھا جاسکتا، کیونکہ ض ظ کے بعد نہیں ہو سکتا ہے، اور آخری دو حروف ص، ط کو ض، ظ نہیں پڑھا جاسکتا، کیونکہ ض ظ کے بعد نہیں ہو سکتا اور یونہی ظ بھی ص کے بعد نہیں ہو سکتا ہے، یہ اس لئے کہ ایک ترکیب میں بڑے عدد والا حرف پہلے اور چھوٹے والا بعد ہوتا ہے یہی ترکیب طبعی ہے اور یہ پوری بحث ہمارے رسالہ 'اطیب الاکسیر" میں ہے ۱۲منہ (ت)

عکست عـــہ۱ و یاللنداء، و إی عـــہ۲ للایجاب فکانت فی ذلك اشارۃ الٰی معاملته رضی الله تعالٰی عنه مع السائلین والفقراء المستغیثین فانهم فی مقام الکثرۃ مع کثرتهم فی انفسهم، واذا اراد وسؤال حاجاتهم من الحضرۃ العلیة توجهوا الی الوحدۃ وکان علیهم افراغ القلوب من تشتت الخاطر مع کونهم ههنا علی منهج واحد، سواء منهم العاکف والباد وعظیم عـــہ۳ الملك وعدیم الزاد فقد انتقلوا بوجهین من الکثرۃ الی الوحدۃو	حرفوں کا مجموعہ "یا" ہے اور اگر الٹ کریں تو مجموعہ "اِی" ہے جبکہ "یا" ندا اور طلب کے لئے ہے اور "ای" قبول و منظوری کے لئے ہے تو اس طرح گیارہ کے عدد میں حضور غوث اعظم کا سوال اور امداد طلب کرنے کا لوگوں سے معاملہ سمجھ آتا ہے (کہ جس طرح "یا" میں "ی" دہائی اور کثرت اور اس کے بعد "الف" وحدت ہے) یوں ہی سائلین کثیر تعداد والے کثیر مطالبہ کرنے والے اپنے مطالبات کو دربار عالیہ میں پیش کرتے ہوئے کثرت سے وحدت کی طرف متوجہ ہوں گے (کیونکہ آپ واحد ہیں) نیزیوں بھی کہ سائلین اور حاجتمند کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود غوث پاک کی طرف متوجہ ہونے میں یکساں ہیں خواہ وہ شہری ہوں یا دیہاتی، شہنشاہ ہوں یا گدا، تو قلبی حاجات مختلف و کثیر مگر ان کے ازالہ کا ڈھنگ ایک، لہذا کثرت

عـــہ۱ وقوعه ههنا علٰی قول انه کنعم مطلقا ظاهروالا فالتقدیر یاسیدی هل تقضی حاجتی الجواب ای والله ۱۲منه (م)

یہاں اس کا استعمال "نعم" کی طرح ہے جیسا کہ ایک قول ہے ورنہ اصل میں، اے میرے آقا! کیا آپ میری حاجت روائی فرمائیں گے، جواب میں اِی واللہ ہے ۱۲منہ (ت)

عـــہ۲ وذلك طریق الارقام الجفریة یقدمون فیها الآحادثم عشرات الخ فالف ومائة واحد عشربار قامهم "ایقع" وبالارقام النجومیة "غقیا" ۱۲(م)

یہ جفری علم کی رقم کا طریقہ ہے جس میں اکائی کو دہائی پر مقدم کرتے ہیں مثلاً ہزار، سو کے بعد گیارہ کا ذکر ان کی رقم میں "ایقع" ہے اور نجومی رقم میں "غقیا" ہے ۱۲منہ (ت)

عـــہ۳ الاضافة لفظیة ای عظیم ملکه او معنویة فالعظیم بمعنی السلطان کعظیم الروم ای سلطانه ۱۲(م)

یہ اضافت لفظی ہے یعنی اس کا ملک عظیم ہے اور اگر اضافت معنوی بنائی جائے تو عظیم بمعنی سلطان ہوگا جیسے عظیم الروم ہے ۱۲(ت)

هذا شان عــه۱ يا وحركة الياء لاضطرابهم فى الطلب وتخصيص الفتح يدل مالهم من فتح وفيض ببركة هذا النداء، ثم هو رضى الله تعالىٰ عنه مستغرق فى بحار الوحدة رفيع مقامه عن مجامع الكثرة فاذا نودى لكشف بلاء اورشف عطاء دعاه الكرم الى التنزل من غيب الوحدة الى مشاهد الكثرة وذلك شان عــه۲ اِى والكسر يحكى التنزل و سكون الياء لتسكين قلقهم فكان المعنى انهم تحركوا من مقام الكثرة مضطربين وهم يوزعون متوجهين الى حضرة الوحدة متحدين هنالك فى الرغبة والرهبة وكان رضى الله تعالىٰ عنه ساكنا فى مقام الوحدة فتنزل منه الى نادى الكثرة لتسكين قلوبهم و اصلاح خطوبهم والحاصل انه اذا دعى يجيب وسائله لايخيب، **ومن عجائب**

کے بعد وحدت جیسے "ی" کے بعد "الف" ہے دوطرح سے ثابت ہے۔ یہ "یا" کے لحاظ سے ہے پھر "ی" کی حرکت، طالبین کے اضطراب، اور اس حرکت کا فتح ہونا اس ندا کی برکت سے فتح وفیض کی علامت ہے، اور "اِی" کے اعتبار سے یہ کہ غوث اعظم بحرِ وحدت میں مستغرق ہیں اور کثیر اجتماعات سے آپ کا مقام بلندوبالا ہے، جب آپ کو مصائب مٹانے اور عطیات نچھاور کرنے کے لئے پکارا جاتا ہے تو آپ کو کرم وسخا مجبور کرتا ہے کہ آپ وحدت غیب سے تنزل فرماکر کثرت مشاہد پر توجہ فرمائیں (یہ وحدت سے کثرت کی طرف رجوع ہے جیسا کہ "اِی" میں "الف" اور پھر "ی" ہے) اور "اِی" کا کسرہ (زیر) تنزل کی حکایت ہے اور "ی" کا سکون طالبین کا پریشانی سے سکون ہے۔ معنی یہ ہوا کہ حاجتمند لوگ اضطراب کی حالت میں متفرق طور پر مقام کثرت سے مقام وحدت کی طرف متوجہ ہورہے ہیں اور سب کے سب امید وخوف میں یکساں ہیں اور آپ یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام وحدت پر ساکن ہیں، پھر آپ نداء کرنے والے کثیر لوگوں کی طرف تنزل فرماکر ان کے دلوں کو تسکین دیتے ہیں اور ان کی پراگندہ حالت کی اصلاح فرماتے ہیں غرضیکہ جب آپ کو نداء دی جائے تو آپ جواب دیتے ہیں اور

عــه۱ فانه ينتقل فيها من العقد الى الواحد ۱۲ (م)

عــه۲ فان الواحد مقدم فيه على الكثير ۱۲ (م)

کیونکہ اس میں دہائی سے اکائی کا انتقال ہے ۱۲ (ت)

کیونکہ واحد، کثیر پر مقدم ہے ۱۲ (ت)

صنع اللہ سبحنہ وتعالٰی ان ا اول الحروف فلا حرف فوقھا وی اٰخر الکل فلاحرف تحتھا فمن ترقی من ی فلامظھر لہ وراء او من تنزل من افلا منزل لہ تحت ی فدل ذٰلک ان سیدنا رضی اللہ تعالٰی عنہ اخذ فی الطرفین بغایۃ الغایات فتنقطع مطایا الکاملین دون سیرہ فی اللہ فلذا کانت قدمہ علی جمیل الرقاب ولذا قال رضی اللہ تعالٰی عنہ الانس لھم مشایخ، والجن لھم مشایخ و انا شیخ الکل بینی وبین مشایخ الکل کما بین السماء والارض لا تقیسونی باحد ولا تقیسوا علی احداوکذا ما استکمل المکملون عـــہ سیرہ من اللہ ولذا کانت	سائل کو محروم نہیں کرتے۔اللہ تعالٰی کے عجائبات میں سے ہے کہ "الف"پہلا حرف ہے اور"ی"آخری حرف ہے جس کے بعد کوئی حرف نہیں ہے، اگر کوئی"ی"سے آگے بڑھنا چاہے تو آگے الف ہی پائے گا،اور اگر کوئی الف سے آگے بڑھے گا تو"ی"سے آگے کوئی منزل نہ پائے گا تو گیارہ کے حرف یعنی"یا"سے پتا چلتا کہ آپ دونوں طرف انتہائی مقاصد پر رسائی رکھتے ہیں اور تمام کاملین حضرات سیر فی اللہ میں غوث اعظم کی سیر فی اللہ سے بہت پیچھے ہیں،اسی لئے آپ کا قدم گردنوں پر ہے اور اسی لئے آپ نے فرمایا کہ انسان اور جن اور ملائکہ کے اپنے اپنے مشائخ ہیں جبکہ ان سب کا شیخ میں ہوں اور میرے اور تمام مخلوق کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے مجھے کسی دوسرے پر اور کسی دوسرے کو مجھ پر قیاس نہ کرو،اور ایسے ہی کوئی کامل شخص آپ کی سیر فی اللہ کو اللہ تعالٰی سے کامل طور پر حاصل نہ کرسکا۔یہی وجہ ہے کہ

عـــہ۱: ای یجمع اولھم واٰخرھم ۱۲(م)

عـــہ۲: ولاحاجۃ الی ابداء استثناء الانبیاء والمرسلین علیھم الصلٰوۃ والسلام فانہ مرکوز فی اذھان المسلمین وکذا الصحابۃ والتابعون لھم باحسان لما عرف فی محلہ وبالجملہ فسیدنا رضی اللہ تعالٰی عنہ افضل الاولیاء الا من قائم الدلیل علی استثنائہ ۱۲(م)

عـــہ۳ ھذا کذلک ۱۲منہ(م)

عـــہ۴ ھذا کذلک ۱۲منہ(م)

یعنی ان کے اول اور آخر سب کو جمع کریں گے ۱۲(ت)

یہاں انبیاء ومرسلین کے استثناء کا اظہار ضروری نہیں کیونکہ یہ بات تمام مسلمانوں کے ذہنوں میں مرکوز ہے یوں ہی صحابہ وتابعین کا استثناء بھی معلوم ہے حاصل یہ کہ غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں مگر اس میں وہ لوگ مستثنٰی ہیں جن کے بارے میں دلیل موجود ہے ۱۲(ت)

یہ بھی اسی طرح ۱۲منہ(ت)

یہ بھی اسی طرح ۱۲منہ(ت)

ھدایتہ اتم واوفر، وطریقتہ انفع و ایسر، وکراماتہ اکثر واظھر، حتی لم ینقل عشرھا ولامعشارھا عن احد من الاولیاء فیما نعلم ذلك فضل اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم، واٰخر دعوٰنا ان الحمدللہ ربّ العٰلمین، والصلٰوۃ والسلام علی خاتم النبیین، محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، وابنہ ھذا الفرد المکین، والغوث المبین، وعلینا بھم یاارحم الراحمین، واوفی ختامہ ستًا بقین من صفر الخیر یوم جمع المسلمین، سنۃ الف وثلثمائۃ وخمس، من ھجرۃ من اٰتی بالصلوات الخمس، وردّت لامرہ من المغرب الشمس، صلی اللہ علیہ وعلٰی اٰلہ اجمعین، والحمدللہ رب العٰلمین۔	آپ کی رہنمائی اتم اور اکمل ہے اور آپ کا طریقہ آسان وواضح ہے اور آپ کی کرامات کثیر اور غالب ہیں حتی کہ کسی ولی کی کرامات آپ کی کرامات کی نسبت عشر عشیر بھی منقول نہیں جیساکہ ہمیں معلوم ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطافرماتا ہے اللہ تعالٰی بڑے فضل والا ہے۔ ہمارا آخری اعلان ہے کہ سب تعریفیں اللہ رب العٰلمین کے لئے ہیں اور صلٰوۃ وسلام خاتم النّبیین محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور آپ کی آل وصحابہ پر اور آپ کے اس حاکم بیٹے اور واضح غوث پر، اور ان کے ساتھ ہم پر یا ارحم الراحمین۔ اس رسالہ کااختتام ۲۴ صفر بروز جمعہ ۱۳۰۵ھ کو ہوا، سن ہجری اس ذات کی ہجرت جس کو پانچ نمازیں عطاکی گئیں اور جن کے حکم پر مغرب سے سورج واپس پلٹا، صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین، الحمدللہ رب العٰلمین۔(ت)